

مقاصدِ قربانی

(خطبۂ عید الاضحیٰ)

۱۰ ذوالحجہ ۱۴۴۷ھ / 27 مئی 2026ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Acount

JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page

JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page

JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ o لَا شَرِیۡکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔ [الانعام]

کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ انسان کے ہر کام کا ایک واضح ہدَف اور متعیَّن مقصد ہو؛ کیونکہ بے مقصد کوشش کرنا وقت اور صلاحیتوں کو ضائع کرنے کے علاوہ کچھ نہیں۔

پھر منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیے چند باتیں ضروری ہیں:

i. منزل متعیَّن و معلوم ہو۔ یعنی بندے نے انتخاب کر رکھا ہو کہ اُس نے کہاں جانا ہے اور کون سا ہدَف حاصل کرنا ہے! نیز اُس کے پاس اپنی منزل سے متعلق ضروری راہ نمائی اور بنیادی معلومات دستیاب ہوں۔

ii. منزلِ مقصود تک پہنچانے والا راستہ اختیار کرے۔ یعنی اُس راستے پر چلے جو اُس کے مطلوب تک پہنچاتا ہو۔

iii. اپنے مقصد کو حاصل کرنے تک سفر جاری رکھے۔ یعنی راستے کی دُشواریوں سے گھبرا کر رُک نہ جائے، بلکہ جب تک اپنی منزل پر نہیں پہنچ جاتا تب تک استقامت کے ساتھ درست سمت میں آگے بڑھتا رہے۔

چنانچہ جس شخص کی منزل واضح ہو، راستہ درست ہو اور وہ یکسوئی کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھے وہ جلد یا دیر سے اپنی منزل تک پہنچ ہی جاتا ہے، مگر جسے پتا ہی نہ ہو کہ جانا کہاں ہے یا وہ اپنا راستہ چھوڑ کر کسی اور سمت چل پڑے یا کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد ہمّت ہار کر بیٹھ جائے اُس کے لیے منزلِ مقصود تک پہنچنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

دینِ اسلام کی یہ امتیازی خوبی ہے کہ اِس میں کوئی عمل بے مقصد نہیں، بلکہ ہر کام کے کچھ انتہائی بلند اور حسین اہداف و مقاصد ہیں اور درحقیقت وہی مقاصد اُس عمل کی اصل رُوح ہوتے ہیں۔ اگر بندہ عمل سرانجام دے، مگر اُس کے مقاصد کو حاصل نہ کرے تو اگرچہ اُس کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے، لیکن وہ اُس عمل کی حقیقی روح، باطنی لذّت اور اصل برکات سے محروم رہتا ہے۔

آج عید الاضحیٰ کا پُر مَسَرَّت اور بابرکت موقع ہے اور اِس روز دُنیا بھر کے مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کروڑوں جانور ذَبح کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ربِّ کریم اِن جانوروں اور اِن کے گوشت سے بے نیاز ہے، اُسے کسی بھی چیز کی کوئی حاجت نہیں۔ اُس نے قربانی کا حکم محض جانور ذبح کرنے کے لیے نہیں دیا، بلکہ اِس کے پس پردہ نہایت عظیم اور حکمت بھرے اہداف و مقاصد پوشیدہ ہیں۔ یہی مقاصد قربانی کی اصل روح ہیں اور اِنہی کو حاصل کرنے سے ہی قربانی کی حقیقی برکتیں نصیب ہوتی ہیں۔

افسوس کہ ہمارے دَور میں شرعی احکام کو پورا کرنے والوں کی تعداد تیزی سے کم ہوتی جا رہی ہے اور مقاصد پر نظر رکھنے والے تو انتہائی کم ہیں۔ چنانچہ آج کا خطبہ ”مقاصدِ قربانی“ کے عنوان سے ہو گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

قربانی کا مقصد... رِضائے الٰہی و عبادت

مسلمان کے ہر نیک کام کا بنیادی مقصد فقط یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ اگر رِضائے الٰہی بنیادی مقصد نہ ہو تو کوئی بھی نیک عمل قبولیت کے لائق نہیں ہوتا۔ چنانچہ قربانی کا بنیادی مقصد بھی فقط اللہ تعالیٰ کی رِضا و خوشنودی کا حصول ہونا چاہیے۔

یہ حقیقت بھی ہمیشہ پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، اُس کا یہ حق ہے کہ ہم اُس کی عبادت و بندگی کریں اور اُس کے ہر حکم پر دل و جان سے عمل کریں۔ قربانی کا پہلا اور سب سے اہم مقصد بھی عبادت و اِطاعت ہے۔ جانور کی خریداری سے لے کر نامِ خدا کے ساتھ ذَبح کرنے اور اُس کا گوشت کھانے کھلانے تک، سب کچھ حکمِ الٰہی کو پورا کرنے کے لیے ہونا چاہیے اور یہی بندگی ہے۔

قربانی کی اصل روح اور مقصد کو سمجھنے کے لیے قرآنِ کریم کی اِس آیتِ مبارکہ پر غور کیجیے!

- قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o "اے حبیبِ مکرّم! آپ فرما دیجیے: بے شک میری نَماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔"
- لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ o "اِس عبادت میں اُس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے توحید ہی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔" [الانعام6:162، 163]

اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جانِ عالم ﷺ سے روایت کیا:

- مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ یَوْمَ النَّحْرِ عَمَلًا أَحَبَّ إِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هِرَاقَةِ دَمٍ۔ یعنی "قربانی کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں۔"
- وَإِنَّهٗ لَتَأْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَأَظْلَافِهَا وَأَشْعَارِهَا۔ "بلاشبہ وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کُھروں کے ساتھ آئے گا (وزنِ اعمال کے وقت سب کو نیکیوں کے پلڑے میں رکھا جائے گا)۔"
- وَإِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ بِمَکَانٍ قَبْلَ أَنْ یَّقَعَ عَلَی الْأَرْضِ، فَطِیْبُوْا بِهَا نَفْسًا۔ "اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبولیت پا لیتا ہے؛ لہٰذا خوش دلی سے قربانی کرو!"

(سنن ابن ماجہ، حدیث:3126، وروی الترمذی معناہ، حدیث:1493۔ تلقّتہ العلماء بالقبول)

شیطان ہمیشہ انسان کو نیک اعمال سے غافل کرنے کی کوشش کرتا ہے، پھر اگر بندہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عملِ صالح کر ہی لے تو وہ رِیاکاری وغیرہ کے ذریعے اُس کا ثواب ضائع کرنے کے دَرپَے ہو جاتا ہے؛ لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو غور کرنا چاہیے کہ قربانی سے اُس کی نیت کیا ہے؟ اگر نیت میں فُتور ہو تو اُسے ابھی دور کر لینا چاہیے اور قربانی کا عمل محض اللہ تعالیٰ کی رِضا اور عبادت کے لیے ہونا چاہیے۔

قربانی کا مقصد... شکرِ الٰہی

اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر بندے پر اللہ تعالیٰ کے اِس قدر اِحسانات ہیں کہ اگر انسان اُنھیں شمار کرنا چاہے تو اُس کی گنتی ختم ہو جائے گی، مگر ربِّ کریم کی نعمتیں ختم نہیں ہوں گی۔

صِرف جانوروں پر غور کیا جائے تو اِن میں خالقِ کریم کے بندوں پر کئی عظیم احسانات ہیں:

- اللہ تعالیٰ نے اِنھیں پیدا فرمایا۔ اگر وہ فضل و کرم نہ فرماتا تو اِن کی تخلیق ہر گز انسان کے بس میں نہیں تھی۔ جدید ترین ٹیکنالوجی کے باوُجود آج تک انسان کوئی چھوٹا سا جان دار بھی پیدا نہیں کر سکا۔
- ربِّ کریم نے جانوروں میں انسانوں کے لیے کئی عظیم فائدے رکھے۔ مثلاً انسان جانوروں پر سواری کرتے اور بوجھ لادتے ہیں... اُن کا لذیذ، صحّت بخش اور قوّت دینے والا گوشت کھاتے ہیں... اُن کا خوش ذائقہ دودھ پیتے اور اُس سے کئی غذائیں تیار کرتے ہیں... اُن کی قیمتی کھالوں اور بالوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں... اور اُن کی تجارت کے ذریعے دَولت کماتے ہیں۔
- یہ بھی ایک بڑا احسان ہے کہ جن جانوروں کو ربِّ کریم نے پیدا فرمایا، پھر اُن کی غذا کے لیے چارا وغیرہ بھی عطا کیا، پھر اُنھیں بندوں کے قابو میں بھی دے دیا... درحقیقت یہ تمام اُمور ہر گز بندوں کے بس میں نہیں... ربِّ کریم نے اِن کو ذَبح کرنا عبادت قرار دیا اور پھر اِس پر بے پناہ اجر و انعام کا وعدہ بھی فرمایا۔

چنانچہ قربانی کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ بندہ سال بھر جانوروں سے مختلف فوائد حاصل کرتا ہے تو سال میں ایک مرتبہ دل و جان سے اپنے ربِّ کریم کا شکر گزار بن کر ایک جانور اُس کے حکم پر قربان کرے۔

جس آیتِ مقدّسہ میں خالقِ کائنات نے قربانی کے جانوروں کو شعائر اللہ قرار دیا اور یہ ذکر فرمایا کہ اِن میں بندوں کے لیے فائدہ و بھلائی ہے اُس آیت کا اختتام اِن حسین کلمات پر ہے: كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ ”ہم نے اِسی طرح اِن جانوروں کو تمہارے قابو میں دے دیا؛ تاکہ تم ہمارا شکر ادا کرو۔“ [الحج 36:22]

سورۂ یٰسٓ میں جانوروں سے متعلق احسانات کا تذکرہ کر کے ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا: وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ؟ ”اور اُن کے لیے اِن (چارپایوں) میں کئی قسم کے فائدے اور مشروبات ہیں، تو کیا وہ شکر نہیں کریں گے؟“ [یٰسٓ 73:36]

یاد رہے کہ شکرِ الٰہی میں تین باتیں بہت اہم ہیں:

i. بندہ نعمت کو اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھے۔ اگر وہ اُسے اپنی محنت و کاوِش کا نتیجہ سمجھے تو یہ سخت ناشکری ہے۔
ii. نعمت عطا کرنے والے کی عظمت دل میں یوں راسخ کرے کہ اُس کی نافرمانی کی جرأت نہ ہو سکے۔ نافرمانی سے بڑی کوئی ناشکری نہیں۔
iii. نعمت کو اُس طرح استعمال کرے جیسے نعمت عطا کرنے والا پسند فرماتا ہے؛ کیونکہ مُنعِم کو ناراض کرنا بدترین احسان فراموشی ہے۔

مزید مقاصدِ قربانی

عبادت اور شکرِ الٰہی کے علاوہ بھی قربانی کے کئی عظیم مقاصد ہیں۔ اختصار کے ساتھ فقط چند اہم نکات ذکر کیے جاتے ہیں:

3) حاجیوں کے ساتھ شراکت: عَرَفہ (نو ذوالحجہ) کے روز ربِّ کریم حاجیوں کو بخشش و مغفرت سے نوازتا ہے اور جہنم سے آزادی عطا فرماتا ہے، چنانچہ دس ذوالحجہ کو حاجیوں کی عید ہوتی ہے اور وہ شکرانے کے طور پر قربانی کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں حاجیوں کی برکت سے دُنیا بھر کے مسلمانوں کو بھی مغفرت کی خیرات عطا کرتا ہے، چنانچہ اُنھیں بھی قربانی کا حکم فرمایا گیا ہے؛ تاکہ جس طرح وہ بخشش میں حاجیوں کے ساتھ شریک ہیں اُسی طرح قربانی میں بھی اُن کے ساتھ شریک ہو جائیں۔[1] یوں ایک ہی عمل کی ادائیگی مسلمانوں کے درمیان مَحبَّت، یگانگت اور اتّحاد کے جذبات کو بھی فروغ دیتی ہے۔

4) حصولِ تقوٰی: قربانی کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ بندے کو تقوٰی و پرہیز گاری کی دَولت نصیب ہو اور وہ جانور کو قربان کرنے کے عمل سے سبق حاصل کرے کہ اُس نے اپنی تمام خواہشات کو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم پر قربان کرنا ہے۔ یہی تربیت عطا کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے فرمایا: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ ”اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اِن قربانیوں کے گوشت اور اِن کے خون نہیں پہنچتے، اُس کی بارگاہ میں تمہارا تقوٰی پیش ہوتا ہے۔“ [الحج 22:37]

5) مسلمانوں کے لیے وُسعت: قربانی کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ خوشی کے عظیم دن میں دیگر مسلمانوں کے لیے گوشت کی فراہمی سے وُسعت پیدا ہو، رشتہ داروں اور غریبوں کو قربانی کا گوشت پیش کر کے اُن کی خوشیوں کو بھی دوبالا کیا جائے۔ ارشادِ ربّانی ہے: فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ! ”اُن سے خود بھی کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو بھی کھلاؤ!“ [الحج 22:36]

دوسری آیت میں ہے: فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ! ”اُن میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ!“ [ایضًا: 28]

6) قربانیِ خلیلِ جلیل سے سبق: قربانی کے عظیم مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ جانور کو ذَبح کرتے ہوئے وہ بے مثال منظر یاد کرے جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ربِّ کریم کی رِضا کے لیے اُس کے حکم پر بڑھاپے کے باوُجود اپنے اِکلوتے چاند سے شہزادے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لیے پیشانی کے بَل لٹا دیا تھا۔ یہ واقعہ بندے کو اِطاعت و بندگی کا سلیقہ سکھاتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے: فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ ”پھر جب دونوں نے ہمارے حکم کے سامنے سر جھکا دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بَل لٹا دیا اُس وقت کا حال نہ پوچھ!“ یہ تو ربِّ کریم کی مہربانی تھی کہ اُس نے ندا فرمائی: يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ ”اے ابراہیم! بے شک آپ نے اپنا خواب سچا کر دکھایا، ہم اخلاص کے پیکروں کو ایسی ہی جزا عطا کرتے ہیں ۝ بے شک یہ ضرور کھلی آزمائش تھی ۝“ [الصّٰفّٰت 37:103-106]

---

[1] فَإِنَّهُمْ يُشَارِكُونَهُمْ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ فِي الْعِتْقِ وَالْمَغْفِرَةِ۔۔۔ وَيَكُونُ شُكْرُهُ عِنْدَ أَهْلِ الْأَمْصَارِ الصَّلَاةُ وَالنَّحْرُ۔ (فتح الباری لابن رجب: 175/1)

مسائلِ قربانی

خطبۂ جمعہ میں قربانی سے متعلق متعدد مسائل کا ذکر ہو چکا ہے، ایک بنیادی بات کا اِعادہ کر کے کچھ مزید مسائل کا تذکرہ ہو گا۔

کس پر واجب؟ وہ سمجھ دار بالغ مسلمان (مَرد و عورت) جو شرعی مسافر نہ ہو اور بنیادی ضروریاتِ زندگی و قرض کے علاوہ 52.5 تولے (612.36 گرام) چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا دیگر سامان کا مالک ہو اُس پر قربانی واجب ہے۔[1]

قربانی کا وقت: قربانی کا وقت 10 ذوالحجہ (شہر میں نمازِ عید کے بعد) سے 12 ذوالحجہ کا سورج غروب ہونے تک ہے۔ زیادہ ثواب اس میں ہے کہ دس ذوالحجہ کو قربانی کی جائے، پھر گیارہ کو قربانی کرنا بارہ کی بنسبت بہتر ہے۔ چوتھے دن قربانی جائز نہیں۔

ذَبح سے پہلے کے اُمور: ☆ ذَبح سے پہلے جانور کو چارا، پانی دیں... بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔

☆ جانور کو لٹانے سے پہلے اُس کی نظروں سے اوجھل چھری تیز کریں، نیز ذبح کی جگہ اور دیگر اُمور کا تعیُّن بھی پہلے سے کر لیں۔

لِٹانے کا طریقہ: قربانی کو دوسرے جانوروں کی نظروں سے اوجھل بائیں پہلو پر اِس طرح لٹائیں کہ اُس کا سر جُنوب (South)، پُشت مشرق (East) اور منہ قبلہ کی طرف ہو، قبلہ رُخ نہ ہونا مکروہ ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:20، ص:216)

کون ذَبح کرے؟ ☆ جانور حلال ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ ذَبح کرنے والا مسلمان ہو۔ اگر غیر مسلم نے ذبح کیا یا ایسے کلمہ گو نے ذبح کیا جس کی گمراہی حدِّ کفر تک ہے تو جانور حلال نہیں ہو گا۔ یہودی یا عیسائی سے ذبح کروانا بھی مکروہ ہے۔

☆ جس کی طرف سے قربانی ہے، اگر وہ خود اچھی طرح سے ذبح کر سکتا ہو تو افضل ہے کہ خود ذبح کرے، ورنہ کسی صحیح العقیدہ مسلمان سے ذبح کروائے اور بہتر ہے کہ خود پاس موجود رہے؛ تاکہ یہ منظر دیکھ کر اپنی آخرت کو یاد کر سکے اور حکم پر عمل کی خوشی ہو۔

یاد رہے کہ ذبح کے وقت سنت پر عمل کی نیت سے پاس موجود رہنا ثواب ہے، مگر محض تفریح کے لیے ٹھہرنا اور جانور کے گرد گھیرا ڈال لینا، ہنسنا، قہقہے بلند کرنا اور تماشا بنانا غفلت کی علامت ہے۔

ذَبح کے وقت بسم اللہ اور دعا: ذَبح کے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا (اللہ کا نام لینا) ضروری ہے، جان بوجھ کر نہ پڑھی تو جانور حرام ہے، البتہ بھولے سے ایسا ہوا (جیسا کہ بعض مرتبہ افراتفری میں ہو جاتا ہے) تو حرج نہیں۔ مسنون دُعا بھی پڑھنی چاہیے۔

جانور کو تکلیف دینے کی ممانعت: کسی بھی طرح سے بلاوجہ جانور کو تکلیف دینا منع ہے، مثلاً: اُس کے سامنے چھری تیز کرنا یا روح نکلنے سے پہلے اُس کی کھال اُتارنا یا کوئی عضو کاٹنا۔

---

[1] 20 مئی 2026ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 8,200 روپے فی تولہ تھا، اِس حساب سے نصاب تقریباً 430,000 روپے ہے۔

بہتا خون ناپاک ہے: ذبح کے وقت جانور کے گلے سے بہنے والا خون ناپاک ہے، اُس سے حتّی الامکان گوشت اور کپڑوں کو بچانا لازم ہے؛ کیونکہ جان بوجھ کر بلاوجہ کسی پاک چیز کو ناپاک کرنا حرام ہے، اگر یہ خون گوشت وغیرہ کو لگ جائے تو اُسے پاک کرنا لازم ہے... البتہ ذبح کے بعد گوشت میں باقی رہ جانے والا خون پاک ہے، مگر اُسے بھی کھانا حلال نہیں۔

گوشت کی تقسیم: قربانی کے گوشت سے کچھ کھانا مستحب ہے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی دے سکتے ہیں۔ بہتر ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں: ایک حصّہ حاجت مندوں اور فقرا کے لیے، ایک حصّہ رشتہ داروں / دوستوں کے لیے اور ایک حصّہ گھر والوں کے لیے... تاہم مَنَّت (Vow) یا وصیّت (Will) کی قربانی کا تمام گوشت صدقہ کرنا لازم ہے۔

☆ قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو نہیں دے سکتے۔ قربانی شعائرِ اسلام سے ہے اور اِسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ذبح کیا گیا ہے؛ لہٰذا مسلمان ہی اِس کے مبارک گوشت کا حق رکھتے ہیں۔

شرکا میں گوشت کی تقسیم: جب قربانی میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہوں تو تمام گوشت کو یکساں طور پر وزن کر کے حصوں میں تقسیم کرنا لازم ہے، اندازے سے تقسیم کرنا جائز نہیں اور نہ ہی وزن کر لینے سے پہلے شرکا ایک دوسرے کو کمی و بیشی مُعاف کر سکتے ہیں، البتہ سب شرکا ایک ہی گھر میں رہتے ہوں کہ مل کر ہی بانٹیں گے اور کھائیں گے یا شرکا اپنا اپنا حصّہ لینا ہی نہیں چاہتے تو وزن کرنا ضروری نہیں۔ دو صورتوں میں وزن کیے بغیر اندازے سے بھی تقسیم کر سکتے ہیں:

1) ذَبح کے بعد سب حصہ دار کسی اور بالغ مسلمان کو گوشت کا مالک بنا دیں کہ وہ جیسے چاہے تقسیم کرے۔
2) گوشت میں کوئی دوسری جنس، مثلاً کلیجی، مغز اور پائے وغیرہ، شامل کر دیں۔ (ردّالمحتار، جلد:9، ص:527)

کھال وغیرہ کا حکم: بہتر ہے کہ قربانی کی کھال اور دیگر اضافی چیزیں... اُوپر ڈالنے والا کپڑا، رسّی اور گلے کا ہار وغیرہ... غریبوں کو دے دیں یا کسی بھی نیک کام کے لیے کسی فرد یا تنظیم (مسجد، مدرسہ، ہسپتال یا رفاہی ادارے) کو عطیہ کر دیں۔ خود بھی استعمال کر سکتے ہیں، البتہ قربانی کی کوئی چیز اپنے استعمال کے لیے بیچنا یا ذبح کرنے والے کو اُجرت میں دینا یا بدعقیدہ لوگوں کو دینا جائز نہیں۔

جامعہ نظامیہ رضویہ یا دیگر مدارسِ اہل سنت کو کھال دینے میں دوہرا فائدہ ہے... یہ خدمتِ خلق بھی ہے اور خدمتِ دین بھی۔

☆ قربانی کی کسی بھی قابلِ استعمال چیز کو ضائع کرنا درست نہیں۔ اگر کوئی چیز خود استعمال نہ بھی کرنی ہو تو صدقہ کر دیں؛ کیونکہ بلاوجہ مال ضائع کرنا حرام ہے۔

جانور کے مختلف اجزا: حلال جانوروں کے کچھ اجزا کھانا ناجائز ہے: جیسے خون، پتا، مثانہ، علاماتِ نر و مادہ، کپورے، غُدود (گردن یا حلق میں سرخ یا مٹیالے رنگ کی گانٹھیں)، حرام مغز، گردن (کے گرد کندھوں تک پیلے رنگ) کے پٹھے، اوجھڑی، آنتیں۔ حلال جانور کے گردے کھانا جائز ہے، تاہم ناپسندیدہ ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے فتاوٰی رضویہ، ج:20، ص:240)

حرفِ آخر: تکمیلِ مقاصدِ قربانی... ذریعۂ رِضائے ربّانی

کامیابی کے لیے منزلِ مقصود اور ہدف کا تعیُّن ضروری ہے، ورنہ بے مقصد کوشش محض وقت اور صلاحیتوں کا ضیاع ہوتی ہے۔

پھر منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیے تین چیزیں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں:

i. انسان اپنی منزل کا صحیح تعین کرے۔

ii. اُس تک پہنچانے والا درست راستہ اختیار کرے۔

iii. مشکلات کے باوجود استقامت کے ساتھ اپنے سفر کو جاری رکھے۔

جو شخص اِن تین اصولوں کو اپنائے وہ بالآخر اپنی منزل پالیتا ہے، جب کہ بے ہدف، غلط راستہ اختیار کرنے والا یا ہمّت ہار دینے والا منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ پاتا۔

اسلام کا کوئی حکم بے مقصد نہیں، بلکہ ہر اَمر کے پیچھے بلند حکمتیں اور عظیم مقاصد پوشیدہ ہیں اور اُن مقاصد کو پورا کرنے سے ہی اعمال کی اصل رُوح اور حقیقی برکات حاصل ہوتی ہیں۔

قربانی کے حکم کے پیچھے بھی عظیم دینی و دُنیاوی مقاصد کارفرما ہیں۔ یہی مقاصد قربانی کی اصل روح ہیں اور انہی کو پورا کرنے سے ہی قربانی کے حقیقی فیوض و برکات حاصل ہوتی ہیں۔

افسوس کہ عصرِ حاضر میں شریعت پر عمل کرنے والوں کی تعداد بھی کم ہو رہی ہے اور اعمال کے مقاصد کو سمجھنے والے تو انتہائی کم رہ گئے ہیں؛ اِسی لیے خطبہ میں "مقاصدِ قربانی" سے متعلق گفتگو کی گئی۔ چند اہم مقاصد یہ ہیں:

1) قربانی کا حکم پورا کرکے باری تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اُس کی رِضا حاصل کرنا اہم مقصد ہے۔ ہم بندے ہیں اور بندگی ہمارا بنیادی فرض ہے۔ ربِّ کریم کی رِضا ہر چیز سے بڑھ کر ہے، جس سے مالک راضی ہو جائے اُسے دونوں جہان کی سعادتیں نصیب ہو جاتی ہیں۔

2) قربانی کا ایک مقصد باری تعالیٰ کے بے پناہ احسانات کا شکر ادا کرنا بھی ہے۔ ہمیں زبان و عمل... دونوں سے شکر گزار بننا چاہیے۔

3) قربانی کے ذریعے حاجیوں کے ساتھ مشابہت و شراکت بھی مقصود ہے۔ وہ مغفرت پانے کے بعد قربانی کرتے ہیں تو ہمیں بھی حکم ہوا کہ تم حرمِ اقدس میں نہیں پہنچ سکے تو یہاں ہی قربانی کرکے عملی طور پر اُن کے ساتھ شریک ہو جاؤ!

4) تقوٰی کا حصول بھی قربانی کا ایک بنیادی مقصد ہے اور یہی دَولت دیگر اعمالِ خیر کی بھی بنیاد ہے۔ ہمیں جانور کو قربان کرنے کے ساتھ ساتھ تقوٰی حاصل کرنے کی طرف بھی خصوصی توجّہ کرنی چاہیے۔

5) قربانی دوسروں کے لیے آسانی فراہم کرنے اور اُنھیں خوشیوں میں شریک کرنے کا پیغام بھی دیتی ہے۔

6) اگر قربانی کے ذریعے خلیل الرحمٰن سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا جذبۂ اطاعت دل میں اُتر جائے تو وہ مثالی قربانی بن جائے گی۔

ایامِ تشریق اور تکبیراتِ تشریق

11، 12 اور 13 ذوالحجہ کو ایامِ تشریق کہا جاتا ہے، یہ ایّام بھی نہایت بابرکت ہیں اور قرآنِ حکیم نے خصوصیت کے ساتھ اِن میں ذکرِ الٰہی کا حکم فرمایا ہے؛ لہٰذا ہمیں اِن اوقات کی قدر کرنی چاہیے اور اِن کی زیادہ سے زیادہ برکتیں سمیٹنی چاہییں۔

گزشتہ روز 9 ذوالحجہ کی فجر سے نمازِ پنجگانہ کے بعد تکبیراتِ تشریق کا آغاز ہو چکا ہے اور یہ سلسلہ 13 ذوالحجہ (ہفتہ، 30 مئی 2026ء) کی نمازِ عصر تک جاری رہے گا۔ اِس دوران شہر میں جماعتِ مُستحبّہ کے ساتھ فرض نماز پڑھنے والے مَرد پر سلام پھیرتے ہی ایک بار بلند آواز سے تکبیرِ تشریق پڑھنا واجب ہے اور تین بار پڑھنا افضل ہے۔

دیگر اوقات میں بھی کثرت سے تکبیراتِ تشریق پڑھنا باعثِ برکت و سعادت ہے۔

نمازِ عید کا طریقہ

شرائط پائی جائیں تو ہر عاقل بالغ مسلمان مَرد پر نمازِ عید ادا کرنا واجب ہے۔ فقہا نے لکھا کہ شرعی عذر کے بغیر نمازِ عید کو چھوڑنا گمراہی ہے۔ (بہارِ شریعت، ج:1 (ب)، ح:4، ص:779)

طریقہ یہ ہے کہ پہلے زبان سے یا دل میں ہی یوں نیت کریں: ”دو رکعات نمازِ عید واجب، اِضافی چھ تکبیروں سمیت، اِس امام کے پیچھے، قبلہ شریف کی طرف رُخ کیے۔“

پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہیں اور ہاتھ باندھ لیں۔ پھر ثنا پڑھیں۔ پھر امام کے ساتھ دو مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ اب امام صاحب تلاوت کریں گے اور تمام مقتدی خاموشی سے سنیں گے۔ تلاوت کے بعد باقی نمازوں کی طرح پہلی رکعت مکمل کریں۔

دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر امام صاحب قراءت کریں گے اور تمام مقتدی خاموشی سے سنیں گے۔ قراءت کے بعد امام کے ساتھ تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہیں اور ہاتھ چھوڑ دیں۔ چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اُٹھائے اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں[1] اور حسبِ قاعدہ نماز مکمل کریں۔

---

[1] نمازِ عید کی دوسری رکعت میں رکوع کی یہ تکبیر واجب ہے، جب کہ دیگر نمازوں میں سنّت ہوتی ہے۔

تاخیر سے پہنچنے والے کے لیے:

- مقتدی دیر سے پہنچا اور امام صاحب تکبیرات کہہ کر قراءت شروع کر چکے تھے تو وہ تکبیرِ تحریمہ کہہ کر فوراً ہی تین تکبیریں کہہ لے۔
- امام صاحب پہلی یا دوسری رکعت کے رکوع میں جا چکے ہیں تو اُن کے ساتھ رکوع میں جائے اور بغیر ہاتھ اُٹھائے رکوع میں اِضافی تکبیرات کہہ لے۔ اگر رکوع میں تکبیریں پوری کرنے سے پہلے امام صاحب نے رکوع سے سر اُٹھالیا تو باقی تکبیرات معاف ہو گئیں۔
- اگر امام صاحب کے پہلی یا دوسری رکعت کے رکوع سے اُٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے، بلکہ امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی بقیہ نماز پڑھے تو اُس وقت کہے۔ (بہارِ شریعت، ج:1(ب)، ح:4، ص:782، ملخصًا)

نماز میں بھول سے متعلق:

امام صاحب اگر پہلی رکعت کی تکبیریں بھول جائیں تو قراءت کے بعد یا رکوع میں کہہ لیں اور دوسری رکعت کی بھول جائیں تو نہ قیام کی طرف لوٹیں نہ رکوع میں کہیں۔ (ایضًا، ص:783، ملخصًا) اگر شرکائے جماعت کی تعداد زیادہ ہو اور اشتباہ کا خدشہ ہو تو بہتر ہے کہ سجدۂ سہو بھی نہ کریں۔ (ایضًا، ص:714، م:39)

مُصافَحہ و مُعانَقہ کے ذریعے مغفرت

عید کے موقع پر باہم ملاقات اور مصافحہ و معانقہ بکثرت ہوتا ہے۔ اِس وقت میں بخشش کا بہت آسان ذریعہ ہے کہ دل سے بھی کدورتیں نکال دی جائیں اور ملاقات و سلام کے ساتھ ساتھ بارگاہِ خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں دُرود و سلام کا ہدیہ پیش کیا جائے۔

شفیع المُذنبین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مروی ہے: مَا مِنْ عَبْدَيْنِ مُتَحَابَّيْنِ فِي اللهِ يَسْتَقْبِلُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَيَتَصَافَحَانِ وَيُصَلِّيَانِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا لَمْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى تُغْفَرَ ذُنُوْبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَأَخَّرَ۔ یعنی "اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے آپس میں محبت کرنے والے دو مسلمان جب ایک دوسرے سے ملیں اور سلام و مصافحہ کریں اور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر دُرود پڑھیں تو اُن کے جدا ہونے سے پہلے اُن کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔"

(شعب الإیمان، 281/11 رقم:8543، وأخرجه أیضًا البخاری فی التاریخ الکبیر، ج:3، ص:252، وأبو یعلیٰ فی مسندہٖ، ج:5، ص:334، رقم:2960، فیه درست بن حمزة، وهو ضعیف)

فتاوٰی عالَم گیری میں ہے: وَلَوْ تَرَكَ تَكْبِيْرَةَ الرُّكُوْعِ الثَّانِيْ فِيْ صَلَاةِ الْعِيْدِ وَجَبَ عَلَيْهِ السَّهْوُ؛ لِأَنَّهَا وَاجِبَةٌ تَبَعًا لِتَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدِ، بِخِلَافِ تَكْبِيْرَةِ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ؛ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ مُلْحَقَةً بِهَا، كَذَا فِي التَّبْيِيْنِ۔
اَلسَّهْوُ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ وَالْمَكْتُوْبَةِ وَالتَّطَوُّعِ وَاحِدٌ، إِلَّا أَنَّ مَشَايِخَنَا قَالُوْا: لَا يُسْجَدُ لِلسَّهْوِ فِي الْعِيْدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ؛ لِئَلَّا يَقَعَ النَّاسُ فِيْ فِتْنَةٍ، كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ نَاقِلًا عَنِ الْمُحِيْطِ۔ (الفتاوی الهندیّة، ج:1، ص:128)

اللہ تعالیٰ سرکارِ دوعالَم ﷺ اور آپ کے جدِّ امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے طفیل ہم سب کی بخشش و مغفرت فرمائے!

پروَردگارِ عالَم عید الاضحیٰ کے پُر مَسَرَّت موقع پر تمام اُمّتِ مسلمہ کو خوشیوں سے مالامال فرمائے اور تمام مظلوموں کو ظالموں کے چنگل سے آزادی عطا فرمائے!

خالقِ کریم ہمیں شعائرُ اللہ کی تعظیم و تکریم کی توفیق عطا فرمائے اور ماہِ ذوالحجہ کے اِن مبارک ایّام کی قدر کرتے ہوئے اِن میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی سعادت سے نوازے! جو خوش نصیب حجِ بیت اللہ اور قربانی کا شرف حاصل کر رہے ہیں خالقِ کریم اُن کی کاوشوں کو قبولیت سے نوازے! اور ہمیں بھی بار بار اِن سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!